

ایک پادری کا قرآن پر بہتان

پروفیسر منظور احسن عباسی

اسلامی مِشن لاہور

ایک پادری کا قرآن پر بہتان

پروفیسر منظور احسن عباسی

اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

اشاعت :- اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

طباعت :- سید سنز پرنٹرز و پبلشرز اردو بازار
لاہور

کتابت :- عبدالمجید امجد محلہ صداقت پارک ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک پادری کا قرآن پر بہتان

اسلامی مشن لاہور کے شائع کردہ کتابچہ "مسیحیت کے نادان وکیل" کے جواب میں "میتھوڈسٹ چرچ پاکستان" کی طرف سے ایک پادری کا قلمی پرچہ نظر سے گزرا جس کی پہلی ہی سطر میں یہ ارشاد ہے کہ

"اس کتابچہ میں سوائے تعصب کے اور کچھ نہیں ہے"۔

میرے خیال میں اس کتابچہ کی اس سے زیادہ خوبی ممکن نہیں۔ بلا شبہ مسلمان اس بات میں سخت متعصب ہے۔ کہ اس کے خدائے واحد و معبود برحق کے ساتھ اس کی الوہیت میں کسی کو بھی شریک کیا جائے کتابچہ "مسیحیت کے نادان وکیل" میں سوا اس کے اور کیا ہے

"کہ حضرت مسیحؑ نہ خدا ہیں اور نہ خدائی میں اس کے شریک ہیں"

پادری صاحب کا کہنا یہ ہے کہ:۔

"مسیح کلمۃ اللہ اور روح اللہ کا اور ابن اللہ کا تجسم اور انسانی صورت اختیار کرنا بلکہ کامل مظہر خدا بن کر دنیا میں آنا ایک فلسفۂ محبت ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس کو مسلمان دوست نہیں سمجھ سکتے"۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ پادری نے اس فلسفۂ محبت کو سمجھنے والوں کی

جتنی نظیریں دی ہیں۔ وہ سب مسلمانوں کے اقوال ہیں۔

پادری نے ابتداء میں چند مسلمان صوفیاء کے اقوال نقل کئے ہیں ۔ ۔ ۔ اسلامی مشن کا ابتداء ہی سے یہ موقف رہا ہے کہ صرف قرآن حکیم ہی وہ کتاب ہے جو تمام مسلمانوں میں مشترک اور حجت ہے۔ یہی اسلام کی اساس ہے۔ اس لئے دلائل دیتے ہوئے قرآن کے سوا کسی قول سے حجت پکڑنا ناقابل قبول اور غیر دیانتدارانہ کوشش ہے۔ اس کا ہم بار بار اعادہ کر چکے ہیں۔ اور اب بھی صرف انہی باتوں کو درخورِ اعتنا سمجھیں گے۔ جن کی بنیاد قرآن پر ہے۔ اور ہم خود بھی مسیحی اعتراضات کے جواب میں صرف بائبل کی تحریرات تک اکتفا کرتے ہیں۔ صوفیا کرام کے اقوال ان کے ذاتی ہیں۔ ان کو سند اور حجت نہیں مانا جا سکتا۔ نہ یہ دلیل کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔

ا

اس کی سب سے زیادہ واضح مثال منصور حلاج کا "انا الحق" کہنا ہے۔ حضرت مسیحؑ نے تو کبھی نہیں کہا کہ میں خدا ہوں۔ منصور نے اعلانیہ خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جس کی پاداش میں ان کو سولی دے دی گئی۔ یہودی کہتے ہیں کہ مسیحؑ نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا۔ جس کی پاداش میں انہیں سولی پر چڑھایا گیا۔

مسلمان کہتا ہے کہ "نہ مسیح کو قتل کیا گیا نہ سولی دی گئی۔ بلکہ خدا نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا اور ایک وقت آئے گا۔ کہ وہ زمین پر آئیں گے اور چالیس سال تک رہیں گے اور اپنی طبعی موت سے وفات پائیں گے اور مدینہ منورہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پہلو میں دفن ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہو گی۔"

اب پادری اگر اس کو تعصب کہتے ہیں تو خدا کرے وہ بھی اسی تعصب میں پڑ جائیں۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ خود بھی اسی تعصب میں مبتلا رہے ہیں۔ پادری صاحب نے اس خط میں اعتراف کیا ہے کہ

"مسیحؑ نے بھی فرمایا۔ کہ اے اسرائیل سُن! ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ قرآن نئی بات توحید کے لیئے پیش نہیں کرتا"۔

بلکہ پادری کا کہنا ہے کہ:۔

"توحید کا درس ہمارے پاس ہے۔ خروج کی کتاب کے 20 باب میں لکھا ہے۔ کہ خدا کو ایک مانو!"

یہ تعصب صرف بائبل اور مسیح پر موقوف نہیں۔ حیرت یہ ہے۔ کہ پادری صاحب خود اس تعصب میں مبتلا معلوم ہوتے ہیں۔ نہیں معلوم انہوں نے کس دل سے یہ لکھا ہے کہ:۔

"مخلوق کبھی خدا نہیں ہو سکتی اور خدا ایک ہے واحد ہے یہ بائبل مقدس کی تعلیم ہے"۔

بائبل، حضرت مسیحؑ اور خود پادری کے ان خیالات کے خلاف اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ اگر مقدس بائبل اور مسیح قرآن کے عین مطابق خدا کو ایک مانتے ہیں۔ تو مسیحی حضرات مسیح اور روح القدس کو خدا کیوں کہتے ہیں۔ ایک کو تین قرار دے کر پھر تین کو ایک کہنا کس غضب کا تعصب ہے؟

اس تعصب کا جواب اس تحریری مراسلہ میں صرف یہ دیا گیا ہے کہ

"یہ سچ ہے کہ توحید فی التثلیث یہ تعلیم آپ نہیں سمجھ سکتے"۔

لیکن یہ نہیں بتایا کہ "توحید فی التثلیث" کی تعلیم دی کس نے ہے کیونکہ

یہ خود حضرت مسیحؑ کے فہم سے بالاتر ہے اور بقول "علمائے مسیحی" انجیل مقدس میں توحید الہٰی کے لئے تثلیث کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔

(صہ ۵۲ رسالہ وحدت الوجود پادری برکت)

کیا یہ بدترین تعصب نہیں کہ اپنی ہٹ میں آکر توحید فی التثلیث ہی کو مسیحی مذہب کی بنیاد قرار دیا جائے۔ حالانکہ اس کا سُراغ مقدس کتاب میں کہیں نہیں ملتا۔

ازروئے اسلام تمام مسلمانوں کا اس پر ایمان و اصرار ہے۔ کہ قرآن حکیم کی باتیں وہی ہیں جو کتب سماویہ میں آئی ہیں۔ اور صاف صاف مذکور ہے کہ اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُولٰی صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی (یعنی یہ امور وہی ہیں جو صحائف سابقہ یعنی ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی کتابوں میں ہیں) اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قرآن میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو انبیائے سابقہ کی آسمانی کتابوں کے خلاف ہو۔

پادری کا یہ کہنا کہ "قرآن نے خود لوقا کی انجیل کی نقل کی ہے"۔ ایک توہین آمیز فقرہ ہے۔ کیونکہ قرآن لوقا کی انجیل کا قائل نہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰؑ کی انجیل کا قائل ہے۔ یہ تو پادری کو بھی معلوم ہے کہ لوقا کی انجیل وہ نہیں ہے۔ جس پر عمل پیرا ہونے کی تاکید حضرت عیسیٰؑ نے کی ہے۔ بلکہ وہ انجیل جو آپ کے ہاتھوں میں ہے وہ لوقا کی انجیل بھی نہیں۔ یہ تو اُن کی سنی سنائی باتوں کا ترجمہ ہے۔ اور بدقسمتی سے وہ سنی سنائی باتیں جن کو لوقا نے مرتب کیا ہوگا۔ وہ بھی دنیا سے ناپید ہے۔ پھر یہ بھی اب تک یقینی طور پر وہ زبان متعین نہیں ہوسکی۔ جس میں ابتداءً وہ لکھی گئیں۔ آیا وہ عبرانی زبان تھی یا آرامی یا یونانی یا کچھ اور۔ غرض لوقا کی

یادداشتوں کو انجیل کہہ دینا بڑے حوصلہ کی بات یا بدترین قسم کا تعصب ہے۔ کسی مسلمان کی یہ جرات نہیں کہ وہ حدیث کے ایک چھوٹے سے فقرے کو بھی قرآن کہہ دے۔ چہ جائیکہ کسی مفسر کی تفسیر یا کسی مترجم قرآن کے ترجمہ کو قرآن کہا جائے۔

کیا یہ تعصب کی انتہا نہیں ہے کہ کوئی پادری انجیل کے ترجمہ کو انجیل کہے اور اس پر اصرار کرے۔ مسلمان یہ تسلیم کرتا ہے کہ فرشتہ نے حضرت مریمؑ کو حاملہ ہو جانے کی بشارت دی اور حضرت مریمؑ اس سے گھبرائیں۔ یہ آیات قرآنی کے مفہوم کے مطابق ہے گو نہج بیان مختلف ہے۔

ایسی ہی اور بھی کئی باتیں اناجیل میں ہیں۔ جن کی قرآن تائید کرتا ہے۔ بائبل پر موقوف نہیں مسلمان تو پادری کی اس بات کی تائید کرتا ہے۔ جو انہوں نے لکھی ہے کہ

"مخلوق کبھی خدا نہیں ہو سکتی اور خدا ایک ہے واحد ہے"

اب کیا کوئی عیسائی اس عقیدے سے انکار کرنے کی جرات کر سکتا ہے۔ کہ "باپ خدا ہے۔ بیٹا خدا ہے اور روح القدس خدا ہے" اس کے باوجود تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے"۔ کیا ہٹ دھرمی یا بیجا تعصب کی مثال اس سے زیادہ کوئی ہو سکتی ہے؟

۲

پادری برکت اور زیر تبصرہ مراسلہ نگار کراچی کے پادری کی تحریریں پڑھ کر ایک حد تک خوشی ہے۔ اور تعجب بھی ہے کہ ان کے عقائد کا رجحان عام مسیحی عقائد سے ہٹ کر اسلامی نظریات کی طرف ہوتا جا رہا ہے

سب سے بڑا اختلاف دونوں مذاہب میں یہ تھا کہ مسلمان مسیحی عقیدہ توحید فی التثلیث کا سخت مخالف ہے۔ مسیحی علماء کے نزدیک عیسائیت کی بنیاد تثلیث پر تھی۔ جس کا کوئی سراغ کتب مقدسہ میں نہیں ملتا۔ مسیحی ہونے کی حیثیت سے یہ دونوں پادری صاحبان عقیدہ تثلیث سے انکار نہیں کرتے۔ لیکن اب اس کی تعبیر کچھ اس طرح کرتے ہیں۔ جو بائبل کے موجودہ تراجم کے مطابق ہو گیا ہے۔

چنانچہ پادری برکت نے اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں دانش مندی کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ "خدا باپ" کہنے سے مراد مسیح کی ماں کا شوہر نہیں ہے۔ اور نہ ہی خدا کا بیٹا سے مراد خدا کی جورو کا بیٹا ہے"۔
یہ بالکل وہی بات ہے جو قرآن حکیم میں ہے کہ "عیسیٰ خدا کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ خدا کی کوئی جورو نہیں ہے"۔

پادری برکت کے ہم خیال عیسائی اصحاب نے بھی حضرت عیسیٰ کے خدا کا بیٹا ہونے سے حقیقی معنوں میں انکار کیا ہے۔ انہوں نے اس کو ایک استعارہ قرار دیا ہے۔ اور وہ استعارہ ہے۔ جس کی مثال پادری برکت نے دی ہے۔ کہ زمانہ ساز شخص کو ابن الوقت کہہ دیتے ہیں۔ اور الیاس طارق نے کہا ہے کہ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے امہات المومنین کو مسلمانوں کی مائیں کہا گیا ہے۔ پادری برکت نے ایک اور مثال دی ہے کہ ایک صحابی "ابوہریرہ" کہلاتے تھے۔ اور سوال کیا ہے۔ کہ کیا وہ صحابی جسمانی رشتہ کی وجہ سے بلی کے باپ تھے۔ بالکل نہیں

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ اور خدا کے مابین باپ بیٹے کا رشتہ محض استعارہ ہے۔ اور یہ ایسا ہی

ہے۔ جیسے قرآن حکیم میں ایک جگہ آیا ہے۔ کہ

"اے محمدؐ یہ جو تم نے دشمنوں کی طرف پھینکا۔ یہ تم نے نہیں بلکہ ہم نے پھینکا" اور یا ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعتِ رضوان میں جو بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے لی اس میں یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ یعنی بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا۔ اسی طرح رانجھا کی ھیر سے لے کر مولانا احمد رضا صاحب کے شعر میں یا پیر لسوڑی شاہ کے بارے میں ان کے عقیدت مندوں نے جو کچھ کہا وہ سب استعارہ ہے۔ نہ ہیر رانجھا بن گئی۔ نہ چاچڑاں مدینہ ہوا نہ کوٹ مٹھن کعبہ اور نہ فرید ور پر دہ اللہ ہے۔ بلکہ یہ تمام یگانگت کے استعارے ہیں۔ اور لغوی معنوں سے بعید تر ہیں۔ اسی طرح نہ ابوہریرہؓ کی بلی صحابی ہے اور نہ ازواجِ مطہرات مادی معنوں میں مسلمانوں کی ماں ہیں اور ان دونوں پادری صاحبان کا رجحان کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ نہ تو فی الواقع خدا تھے اور نہ الوہیت کے مصداق اور نہ کامل مظہرِ خدا۔ بلکہ انہیں اللہ کی مقبولیت اور حمایت حاصل تھی ان کے معجزات مافوق الفطرت دوسرے انبیاء کی طرح اللہ کے حکم اور اس کی حمایت کا نتیجہ تھے۔

جس کے لئے نہ خدا کا تجسم ضروری ہے۔ نہ کاملِ مظہر خدا بن کر دنیا میں آنا مراد ہے۔ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ یقیناً تھے۔ لیکن ہرگز نہ تھے۔ آپ کا معتبر خادم اگر آپ کا پیغام پہنچا دے تو وہ پیغام بے شک آپ کا ہے۔ لیکن وہ خادم آپ کی جگہ

نہیں لے سکتا۔

یاد رہے۔ کہ مسلمان دونوں مسیحی علماء کے خیالات سے اس حد تک متفق ہیں۔ جہاں تک حقیقی بائبل اس کی تائید کرتی ہے، باقی باتوں کو اسی طرح قابل رد سمجھتے ہیں۔ جس طرح ان باتوں کو جن کا ذکر تک بائبل میں نہیں ہے۔ کوئی دانش مند یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ ایسی فرضی کتابوں کو مستند تصوّر کرے۔ جن کی زبان ہنوز زیر بحث ہے۔ نہ وہ کتاب دنیا میں کہیں موجود ہے۔ اور نہ اُن کے فرضی ترجموں کو جن کی تعداد بے شمار ہے۔ اور جن میں آئے دن ردّو بدل ہوتا رہتا ہے۔

۳

اس مراسلہ میں متعدد امور ایسے ہیں۔ جن کو اصل مسئلہ سے کوئی تعلّق نہیں۔ ان پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال لینا مناسب ہے

۱۔ حضرت مسیحؑ کا تجسّم اور انسانی صورت اختیار کرنا۔ بلکہ کامل مظہر خدا بن کر دنیا میں آنے۔ آپ نے نظیر میں ایک حدیث پیش کی ہے، جس کی نقل میں جاہلانہ غلطی کی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے اور ساری دنیا کو میرے نور سے پیدا کیا گیا"

اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر ساری کائنات کو پیدا کیا۔ اس تقدم و تاخر کو حضرت مسیحؑ کے کامل مظہر خدا ہونے سے کیا تعلّق۔

۲- مراسلہ نگار کا ارشاد ہے۔ کہ برکت مسیح صاحب قرآن سے اچھی طرح واقف ہیں۔ برکت مسیح کی قرآنی واقفیت کا علم اس عاجز کو آپ سے زیادہ ہے۔ ان کی واقفیت نے آپ پر کچھ اثر نہیں ڈالا۔ کیونکہ آپ نے قرآن اور حدیث کی ایک سطر بھی صحیح نہیں لکھی۔

۳- بحوالہ انجیل یوحنا لکھا ہے کہ

"ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا"۔

پھر ارشاد ہے کہ یہ فلسفہ آپ کی سمجھ سے باہر ہے۔ واقعی ہم نہیں سمجھ سکے کہ سب سے پہلے کلام تھا (یعنی خدا نہ تھا) پھر اسی کو خدا کے ساتھ بتایا گیا ہے اور پھر کہا گیا کہ (خدا کے ساتھ نہیں بلکہ) وہی خدا تھا۔ پھر دوبارہ یہ پیوند لگایا گیا کہ "یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا" (یعنی اور کچھ نہ تھا) اب یہ کون سمجھائے کہ ابتدا میں جو کلام خدا تھا۔ وہی خدا خدا کے ساتھ تھا۔ خدا کا خدا کے ساتھ ہونا تو ہم نہ سمجھ سکتے ہیں۔ نہ کوئی سمجھا سکتا ہے۔

۴- مراسلہ نگار نے قرآن کی بار بار یہ شکایت کی ہے۔ کہ اس کی ترتیب ٹھیک نہیں ہے۔ اس کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے۔ حالانکہ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنے بزرگ مرشد یا رہنما کے ملفوظات کو جو مختلف اوقات میں انہوں نے ارشاد فرمائے ہوں۔ کسی مناسب ترتیب سے جمع

کر دے۔ معترض خود بھی جانتا ہے۔ کہ اناجیل کی ترتیب نہ صرف یہ کہ باہم ایک دوسرے کے مطابق نہیں ہے۔ بلکہ خود ایک انجیل کے مرقومات ترتیب میں نہیں ہیں۔ پادری صاحب کی نگاہوں میں یہ تنکا کھٹک رہا ہے۔ لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

(۵)۔ مراسلہ نگار دوسرے مسیحیوں کی طرح اس امر پہ مُصر ہے کہ قرآن میں حکم دیا گیا ہے کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالکتاب والزبر اور لکھا ہے کہ

"مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے۔ کہ اگر بات سمجھ نہ آئے۔ تو اہل الذکر یعنی مسیحی علماء سے پوچھ لیا کرو۔ مسلم جی تعصب کی پٹی اتاریں۔ اور پھر آپ کو انجیل مقدس کے مطالعہ کی بات سمجھ میں آجائے گی۔"

پادری جی کا کہنا یہ ہے کہ مسیحی علماء سے پوچھو۔ لیکن یہ نہیں بتایا۔ کہ اسی آیت میں درج ہے کہ کتاب و زبر (یعنی آسمانی کتابوں کی رُو سے سوال کرو) اب کیا مسیحی علماء میں سے کوئی شخص ہے جو آسمانی کتاب کو پیش کر سکے۔ اس کے برعکس اسی آیت میں یہ مذکور ہے۔ کہ

وَ اَنزَلنَا اِلَیکَ الذِّکرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیھِم وَ لَعَلَّھُم یَتَفَکَّرُونَ (النحل ۴۴)

اسی طرح ہم نے تم پہ (اے محمدؐ) قرآن اتارا۔ تاکہ تم اس بات کو کھول کر بیان کر دو جو اُن پہ نازل ہوئی۔ اور انہیں خود بھی چاہیئے

کہ وہ غور و فکر سے کام لیں

ان آیات کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ اُن کے پاس کتاب زبور سے ہی نہیں۔ کیا خاک سمجھائیں گے۔ ہاں نازل شدہ قرآن سے ان کی کتابوں کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ البتہ اگر کوئی کُتب آسمانی کا عالم ہے تو وہ ناواقفوں کو قرآنی علوم کی تصدیق کرے گا۔

مراسلہ نگار کو چاہیئے کہ تعصب کی پٹی اُتارنے کی نصیحت کرنے کی بجائے خود تعصب کی پٹی اتار کر قرآنی تعلیمات سے اپنے خیالات کی اصلاح کرے۔ یہ آیت تو مسیحی علماء سے پوچھنے کی بجائے انہیں بتانے اور غلط راستے سے ہٹانے کی تاکید کرتی ہے۔

قرآن پر پادری کا قابلِ تعزیر بہتانِ عظیم

(۶) قرآن کے مضمون کو اس طرح توڑ مروڑ کر اور بیڈھنگے طریق سے مطلب برآری قابلِ جرم ہے۔ اس خط میں یہ سراسر جھوٹ لکھا گیا ہے

"قرآن میں ہے کہ ہم نے موسیٰؑ اور اس کی آل کو غرق کر دیا"

قرآن میں یہ کہیں بھی نہیں ہے۔ کہ موسیٰؑ اور موسیٰؑ کی اولاد کو اللہ نے غرق کر دیا۔ آپ اس کو حماقت کہیئے یا شرارت

(۷) اسی طرح کا ایک جھوٹ یہ بھی ہے کہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو خط لکھے۔ لیکن اس کا اثر کسی بادشاہ پر نہ ہُوا۔ وہ بیچارے تو آپ کی تلواروں کی نذر ہو گئے۔"

اب اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہے۔ کہ ایک یتیم بے یار و مددگار، جلاوطن نے بادشاہوں کو خط لکھے، اور تلوار سے ان بے چارے بادشاہوں کی گردن بھی اڑا دی اس نیاز متند کو تو ان بے ڈھنگی باتوں پر ہنسی آتی ہے۔ اور یقین ہوتا جاتا ہے۔ کہ پادریوں کا یہ نمائندہ بے چارہ بھی اسلامی مشن کے مراسلات کا کُشتہ ہے۔ اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز وہ تحریر ہے جو ایک بے چارے بادشاہ نجاشی کے باب میں ہے کہ

"نجاشی کا یہ بڑا احسان تھا اور اسلام اس کا احسان بھی فراموش نہیں کر سکتا۔ کہ اس نے اہل اسلام کو پناہ دی جب اُن کی زمین اُن پر تنگ تھی۔"

لیکن یہ نہیں بتایا کہ ان جلاوطن مسلمانوں نے بے چارے نجاشی یعنی (حبش) کے بادشاہ کو کب قتل کیا۔ تاہم یہ تاریخی واقعہ ذکر فرما دیا ہے، کہ

"یہ تو ہمارا احسان ہے کہ ہمارے بزرگوں نے ان کی مدد کی۔ لوگ وہ مسلمان ہوئے، جن کے سامنے تین شرائط رکھی گئیں۔ کلمہ پڑھو جزیہ دو یا لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جو مغلوب ہُوا۔ وہ کلمہ پڑھتا گیا۔"

یہاں پر یہ تفصیل بھی نہیں بتائی گئی کہ بے چارے نجاشی (بادشاہ حبش) نے تین شرطوں میں سے صرف کلمہ پڑھنے کی شرط کیوں پسند فرمائی۔ نہ جزیہ دیا نہ لڑائی کے لئے تیار ہوا؟
پادری کے خط کا بغور مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی بے چارے نجاشی کی طرح کلمہ پڑھنے کو ہی ترجیح دیں گے۔ سردست وہ حضرت مسیحؑ کے خدا ہونے اور ابن اللہ ہونے سے قطعاً منکر ہیں۔ اور مسئلہ تثلیث فی التوحید سے بیزار ہیں۔ (جس پر مسیحیت کی بنیاد ہے) اور ان تمام خیالات کو محض استعارہ (یعنی غیر حقیقی) تصوّر فرماتے ہیں۔
انہوں نے نہایت وضاحت سے اعتراف کیا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کلمۃ اللہ، رُوح اللہ اور ابن اللہ تھے۔ یعنی وہ اللہ نہیں تھے۔ بلکہ اللہ کی روح، اللہ کا کلمہ اور اللہ کے بیٹے تھے۔ اور اللہ کا مظہر تھے۔ لیکن اللہ نہ تھے۔
اسلام اس سے انکار نہیں کرتا۔ کہ حضرت مسیحؑ حضرت آدمؑ کی طرح کلمہ کُن سے پیدا ہوئے۔ اور وہ رُوح اللہ تھے۔ جیسے ہر بندۂ حق میں اللہ اپنی رُوح ڈال دیتا ہے۔ تو وجودِ خاکی بشر بن جاتا ہے۔ ابن اللہ اسطرح تھے۔ جیسے ابوہریرہؓ بلّی کے باپ تھے۔ پھر مظہرِ خدا ہونا اس لحاظ سے ہے۔ کہ ان کے وجود سے خدا کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا کمال یہ ہے کہ ان کے تمام معجزے اللہ کے حکم سے ظاہر ہوئے۔

یہ تمام امور اپنی حقیقی اور سادہ شکل میں اسلام کے خلاف نہیں۔ حضرت مسیحؑ اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اللہ سے بے نیاز ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ حضرت مسیحؑ نے بار بار کہا ہے کہ میری ہر بات اللہ کی طرف سے ہے۔ اور بالکل یہی مطلب ہے۔

وَمَا ینطق عن الھوٰی ان ھو الّا وحی یوحیٰ کا یعنی گفتہ او گفتہ اللہ بود

یہاں تک پہنچنے کے بعد پادری صاحب کا مسیحی جتھے سے وابستہ رہنا حیرت انگیز ہے۔

اب ہم صرف اُن کے کامل طور پر راہِ راست پر آ جانے کی دعا کرتے ہیں۔ فقط